

خبر کمال کر قاضی صاحب کو دکھلایا اور بولامیں نے آپ کے امتحان کے لئے یہ صورت اختیار کی تھی۔ اگر تم انصاف نہ کرتے تو میں اس خبر سے اسی جگہ تمہیں ختم کر دیتا۔

بادشاہ کے یہ الفاظ سن کر قاضی صاحب جس گدی پر بیٹھے ہوئے تھے، اس سے نیچے اترے اور اس کا ایک کونہ اوپر اٹھا کر اس کے نیچے سے ایک دودھاری تلوار نکالی۔ تلوار ایسی تیز تھی کہ بال اڑتا ہوا آکر گرے تو دو ٹکڑے ہو جائے۔ پھر قاضی صاحب نے بادشاہ سے کہا، حضور نے یہ تلوار ملاحظہ فرمائی۔ میں تو آج گھر سے یہ طے کر کے آیا تھا کہ اگر آپ احکام شریعت سے ذرا بھی پھر گئے تو اس تلوار سے آپ کا سر قلم کر دوں گا۔ ممکن ہے کہ عملہ کے لوگ آپ کے شاہی رعب سے متاثر ہو جاتے، لہذا میں نے سوچ لیا تھا کہ میں بذات خود آپ سے حدود اللہ کی تعمیل کروں گا۔

قاضی کے یہ الفاظ سن کر بادشاہ نے اسے سینے سے لگالیا اور قاضی کی بے باکی، اخلاص، دیانت اور حدود اللہ کے تحفظ کے جذبہ پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ آج کل کے جمہوری حکمران اس جج ہی کے خلاف ہو جاتے ہیں جو حکومت کے خلاف فیصلہ کرے خواہ حکومت کتنا ہی ناجائز کام کیوں نہ کرے۔ کتنا فرق ہے اس زمانہ کے بادشاہ ہوں اور آج کل کے جمہوری حکمرانوں کے درمیان!

ابو اسحق شیرازی اور نظام الملک

نظام الملک اپنی علم، تہذیب و روح سے مشہور تھا۔ وہ اپنے زمانے کا اہم ترین آدمی تھا۔ نام تو اس کا حسن تھا اور کنیت ابو علی۔ اس کا سب سے بڑا کارنامہ جامعہ بغداد اور جامعہ نیشاپور ہے۔ سیاست نامہ جیسی نادرہ روزگار کتاب اسی نابند روزگار کی لکھی ہوئی تھی۔ انہی خوبیوں کی وجہ سے لوگ انہیں خواجہ بزرگ، تاج المصرتین، قوام الدین اور جانے کیا کیا القابات سے نوازتے تھے۔

ایک دفعہ سلطنت سلجوقیہ کے ایک وزیر کو نظام الملک نے حکم دیا کہ ایک مضر نامہ تیار کرو اور اس پر عوام، علماء اور امراء کے دستخط کرو اور اپنے دستخطوں سے اس بات کی تصدیق کریں کہ میں نے اپنے طویل دور وزارت میں کوئی ظلم اور زیادتی نہیں کی تاکہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دستاویز میرے کام آسکے۔

اس زمانہ میں وزیر سلطنت کے بوجھ کو اٹھانے والے ہوتے تھے کیونکہ وزیر کا لفظ وزر سے مشتق ہے اور اس کا معنی ہے بوجھ اٹھانے والا۔ وہ سلطنت کے قابل ترین لوگ ہوتے تھے۔ جس وزیر نے یہ دستاویز تیار کرنے کا حکم دیا تھا اس کا شمار نوشیروان عادل کے وزیر بزرگ کی صف میں ہوتا ہے۔ نہایت جہاں دیدہ، تجربہ کار، دانشور و دانشمند، علم و فضل کا شیدائی اور علم کی ترویج کے لئے دن رات کوشش کرنے والا۔ اسی وجہ سے اس زمانہ میں وزیر کے ساتھ "بائتدبیر" کا لفظ استعمال ہوتا تھا۔ لیکن آج کل کے وزیر "بے تدبیر" ہوتے ہیں اور حکومت کا بوجھ اٹھانے کے بجائے خود حکومت پر بوجھ بنے رہتے ہیں۔ مالی بوجھ، اخلاقی بوجھ، سیاسی بوجھ، ضمیر فروشی کا بوجھ اور اس طرح کے کئی اور بوجھ۔ تاریخ کے صفحات اسی بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ایسے نیلے، بے ضمیر، عدل و انصاف کے دشمن،

حرص و آزر کے بندے، تنظیمی صلاحیتوں سے محروم، خوشامد پرست اور کاسہ لیس لوگ اگر وزیر بن جائیں تو ان کا کردار ابن علقمی، میر جعفر، میر صادق حکیم الہی بخش اور سر ظفر اللہ آنجنائی سے مختلف نہیں ہوتا۔ وہ حکومت کی منفی دستاویزات جو بڑی مشکل سے تیار کی گئی تھیں اور کئی سالوں کی کاوش کا نتیجہ تھیں مخالفت حکومت کو بھی دے آنے سے گریز نہیں کرتے۔ ایسے وزراء کو اگر ملک دشمن، غدار وطن، کینہ پرور، منتقم مزاج اور خود غرض نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔ ایسے وزیر اگر ماں کے پیٹ سے چاندی کا چھپے لے کر پیدا نہ ہوتے تو آج گجرات میں دو لے شاہ کے جوہے ہونے یا پھر شہر ہاز قلندر کے عرس میں "لال میری پت رکھیو" کی دھمال ڈال رہے ہوتے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ جمہوریت کی لغت سے یہ لوگ وزارت کی کرسیوں پر براجمان ہو گئے ورنہ اسلامی نظام حکومت میں یہ چہرہ ٹاسی کے عہدے کے قابل بھی نہیں۔

نظام الملک دہلوی کے حکم سے یہ مضر نامہ تیار ہوا اور دستخطوں کے لئے مختلف علماء کے پاس گیا۔ اکثر نے دستخط کر دیے، لیکن جب یہ مضر نامہ ابوالسّم شیرازی کی خدمت میں دستخطوں کے لئے گیا تو انہوں نے اس کو بغور پڑھا۔ لام غزالی کے استاذ امام الحرمین تھے جو جامعہ بغداد کے وائس چانسلر تھے، ابوالسّم شیرازی ان کے بھی تلامذہ تھے۔ دونوں اپنی جگہ یگانہ عصر۔ جب یہ مضر نامہ ان کی خدمت میں پیش کیا گیا تو اس درویش خداست اور مرد قلندر نے فرمایا:

"قلم لاؤ، جو کچھ ہم اس وزیر کے بارہ میں جانتے ہیں وہ نہایت دیانت سے لکھ دیں گے۔" وزیر اعظم کے حاشیہ نشینوں کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کہ یہ کچھ لکھنے لگے ہیں۔ لیکن وہ کیا لکھیں گے یہ کسی کے حاشیہ خیال میں بھی نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے فوراً اس درویش خداست کو قلم پیش کیا۔ آپ نے اس قلم سے اس مضر نامہ پر اپنی رائے یہ لکھی:

"حسن یعنی نظام الملک دوسرے ظالموں سے بہتر ہے"

کسی میں ہمت نہ تھی کہ اس مرد قلندر کا ہاتھ پکڑنا۔ ابن خلکان کا بیان ہے کہ ابوالسّم شیرازی کی رائے دیکھ کر نظام الملک کو بالکل غصہ نہیں آیا کہ یہ انہوں نے کیا لکھ دیا بلکہ بے اختیار آنسو ٹوٹ پڑے۔ بستر مرگ پر لیٹے لیٹے بولا:

"یہ الفاظ صرف یہی ہستی لکھ سکتی تھی"

اس واقعہ کے کچھ روز بعد نظام الملک انتقال کر گیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کے ایک ساتھی نے اسے خواب میں دیکھا۔ پوچھا کیا معاملہ ہوا بارگاہ رب العزت میں؟

فرمایا: اس مرد خود آگاہ اور درویش خداست نے میرے مضر نامہ پر جو جملہ لکھا تھا۔ وہ شہادت کام آگئی۔ اس سے پہلے جملہ کو پڑھ کر خداست کے جو آنسو بہائے تھے، اسی سے بارگاہ رب العزت نے مجھ پر کرم نوازی فرمادی

موتی سمیہ کے شانِ کریمی نے چن لئے
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے